عالمی شہرت یافتہ مفکّر علامہ شہیدؒ

پروفیسر عبداللہ کلیم صاحب

دنیا میں ازل سے دو طرح کے انسان جنم لیتے ہیں ایک وہ جو ہوا کا رخ دیکھ کر چلتے اور پانی کا بہاؤ دیکھ کر تیرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو اپنی عقل اور ضمیر کی روشنی میں اپنا رستہ خود متعین کرتے ہیں اور حق و صداقت، عدل و انصاف اور انسانی اعلیٰ اقدار کی بالادستی اور حکمرانی کیلئے اپنی زندگی وقف کر دیتے ہیں۔ یہی دوسرے لوگ اپنے معاشرہ کو نئی قدروں سے آشنا کرتے ہیں۔ اور انہی کی بدولت زندگی کی نبض زیادہ تیز اسکے امکانات زیادہ روشن اور اسکی معنویت زیادہ گہری ہو جاتی ہے۔ آج میں ایسی ایک تابدار، عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت کے رخ روشن سے پردہ سرکا رہا ہوں جن کو دنیا علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ شہیدؒ کے نام سے یاد کر کے خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

اصول پرست انسان

علامہ مرحوم ایک اصول پرست انسان تھے۔ جب صداقت کے اصولوں پر اڑ جاتے تو کوہ گراں کی طرح ڈٹ جاتے۔ علامہ مرحوم اس وادیٔ خار دار میں رہ کر بھی دنیا دی تحریصوں اور آلائشوں، مخالفوں کی چالوں اور ریشہ دوانیوں کو توڑ کر نسیم بہار کی سبک روی کے ساتھ اپنے وقار اور عفت کو بچاتے ہوئے کوہ دریا سے یوں سلامت گزر گئے کہ سر دامن بھی تر نہ ہوا۔ اللہ وحدہٗ لا شریک پر انکے مضبوط اور مستحکم ایمان و یقین ہی کا ایک کرشمہ تھا کہ وہ باطل اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف چٹان بن کر ڈٹے رہے اور اپنی اعلیٰ دانش ورانہ صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے پیکر مجسم، حق گوئی و بے باکی کے علمبردار، فکر و نظر کی حبل المتین کو مضبوطی سے تھامے رہے۔ اپنی اسی اصول پرستی کی بنا پر بعض اوقات انہیں مصائب و آلام اور گھمبیر حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان کے اصول بھرے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ جو فیصلہ کیا اٹل کیا۔ زبان سے جو بات نکلی پتھر کی لکیر بن گئی انہوں نے وقتی مصلحتوں کو اپنے عروج کا زینہ نہیں بنایا۔ وہ ایسی بیساکھیوں کے قائل ہی نہ تھے۔ وہ صرف حق و صداقت کی تاثیر اور قوت و طاقت کے قائل تھے۔

اولوالعزم انسان

دنیا کی روشن آنکھ نے نظارہ کیا کہ علامہ مرحوم کی فکری اصابت، کردار کی پختگی اور تدبر و فراست کے اعجاز اور

علامہ مرحوم کی گرجدار آواز صدیوں کانوں اور فضاؤں میں گونجتی رہے گی ۔ علامہ مرحوم کا اپنا ایک انوکھا انداز، الگ ڈھنگ اور ایک بے مثال طرز تقریر تھا۔ دلوں کو گرما دینے والا سونے والوں کو چونکا دینے والا، مایوس دلوں کا سہارا، ہمت ہارنے والے کیلئے حوصلہ افزا، بھولے بھٹکے کیلئے روشن آفتاب، خون جگر رکھنے والوں کیلئے روح پھونکنے والا رہنما اور بہت بڑا محب وطن مقرر تھا۔

تحریکی رہنما

ایک صحت مند اور خود مختار معاشرہ کی بقا کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے ہر فرد میں زندہ رہنے اور اپنی تہذیب معاشرت کو پھلتا پھولتا دیکھنے کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہو اور وہ اپنی تہذیبی اقدار کی بقا اور قومی ناموس کے تحفظ کیلئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لانے کا عزم جواں اپنے سینے کے اندر رکھتا ہو لیکن اگر معاشرے کے افراد اس احساس و شعور سے عاری ہوں کہ وہ کس نظام تہذیب و تمدن کے علمبردار ہیں اور اپنے قومی نظریہ کے تحفظ کے سلسلے میں ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تو پھر معاشرہ قسم قسم کی برائیوں اور خرابیوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے ۔ اسی لئے علامہ مرحوم نے اسلامی معاشرہ کے ہر فرد کے تہذیبی و تمدنی، ملی و سیاسی اور قومی نظریہ کے احساس و شعور کو بیدار کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ملک و قوم کو اپنی صحیح نظریاتی سوچ و فکر سے روشناس کرایا۔

علامہ مرحوم ایک عظیم مفکر، متحرک لیڈر، ملک کے وفادار، قوم کے مصلح اور پرجوش تحریکی رہنما تھے ۔ مرحوم توحید ربانی کے علمبردار بن کر اٹھے۔ سنت رسول ﷺ کے داعی بن کر نکلے اور دین اسلام کے ترجمان بن کر ابھرے، قوم کو توحید کی دعوت دی، سنت رسول ﷺ کا پرچار کیا اور مسلمانوں کو یکجہتی، اخوت، محبت اور ایمان ویقین کی تبلیغ کی ۔

مرحوم مسلمانوں کیلئے علامہ اقبال مرحوم کے شعر کی عملی تصویر بن کر نمودار ہوئے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

علامہ مرحوم نے مسلمانوں کو خودداری، خود اعتمادی، جوانمردی، خود آشنائی اور جرأت و بے باکی کی فکر دی اور یہ سوچ دی کہ مسلمان صحیح معنوں میں مومن بن جائیں رب ذوالجلال پر یقین پختہ کرلیں اور بقول علامہ اقبال رح ۔۔۔۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

مسلمان قوم ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کی مدمقابل کھڑی نہیں ہو سکتی۔ مرحوم کی الوداعی تقریر میں بھی یہی روح کارفرما تھی۔ مرحوم عملی طور پر دیکھنا چاہتے تھے کہ "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" کہ اگر تم ایماندار ہو تو یقیناً غالب ہو۔ بقول علامہ اقبال مرحوم!

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

علامہ شہیدؒ نے اپنی آخری تقریر میں جو آخری شعر پڑھا جسے وہ مکمل نہ کر سکے اسی فلسفہ کا درس تھا کہ ... ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مگر افسوس صد افسوس مرحوم اس کو پڑھتے ہوئے ابھی "لڑ" تک پہنچے تھے کہ بم کے دھماکے سے اڑ گئے اور اپنی کرسی سے دور جا گرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بے باک سیاستدان

علامہ شہیدؒ نے جب سیاست کی خار دار وادی میں قدم رکھا تو ملک میں آمریت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ لوگوں کی سوچ پر پہرے لگے ہوئے تھے۔ تحریر و تقریر پابندیوں کا شکار تھی۔ لیکن مرحوم بطل حریت، شیر دل سینہ تان کر آگے بڑھا، مخالف ضابطوں کے قفل توڑ کر اور پابندیوں کی باد مخالف کا سینہ چیر کر آگے بڑھا۔ اور للکارا ؎

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

لوگوں کو پلیٹ فارم پر مجتمع کیا اور اپنی خطابت کے تمام جوہر شہری آزادیوں کیلئے وقف کر دیئے۔ اور صبر و استقلال سے اپنے مشن کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل ہوا اور کہا۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

تحریک نظام مصطفےٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ حکومت وقت کے مصائب و آلام کا مردانہ وار اور خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ اور تحریک میں جو کردار ادا کیا وہ تاریخ اور میں ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تحریک نظام مصطفےٰ کے تمام بڑے بڑے لیڈر پس دیوار زنداں چلے گئے تو مسجد شہداءؑ لاہور میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بطل حریت، جری اور بے باک مجاہد نے اپنی شعلہ نوا تقریر سے تحریک کا رخ بدل دیا اور مُردہ سرے سے روح پھونک دی۔ اپنے جوش خطابت کا حق ادا کرتے ہوئے خطیب ملت کا لقب حاصل کیا۔ اور سیاستدانوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرحوم کی شہادت کے موقع پر ہر سیاستدانوں نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج ملک ایک عظیم بے باک سیاستدان اور ایک سیاسی مدبر سے محروم ہو گیا ہے۔

نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب سے مرحوم کا کافی لگاؤ تھا۔ علامہ مرحوم کی وفات پر نوابزادہ نصر اللہ خاں کو اسقدر صدمہ پہنچا کہ وہ پہروں بند دروازوں کے پیچھے روتے رہے۔ علامہ شہیدؒ کی ملک و قوم کیلئے کی جانے والی سیاسی، سماجی اور مذہبی جدوجہد کبھی نظر انداز نہیں کی جاسکے گی وہ ہمیشہ جمہوریت اور عوام کے حقوق کی سربلندی کیلئے کوشاں رہے۔ مرحوم اسلامی روایات کے علمبردار اور ایک متحرک سیاسی شخصیت کے مالک تھے۔

بلند پایہ مصنّف اور صحافی

کسی تحریک یا مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے اس کے داعی کا تحریر و تقریر کا دھنی ہونا لازمی چیز ہے۔ علامہ شہیدؒ ایک بلند پایہ مصنف اور کامیاب صحافی تھے۔ پہلے پہل ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور اور پھر ہفت روزہ "اہلحدیث" کے ایڈیٹر رہے۔ ماہنامہ ترجمان الحدیث" کی آخر دم تک ادارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ان کی صحافت کرشمہ کو اکب تھی۔ علامہ مرحوم نے اپنے مشن کی تکمیل کیلئے تصنیفی پلیٹ فارم پسند کیا۔ اور مصنفین کی صف اول میں شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے کم و بیش ۱۵ کتابیں زیور تصنیف سے آراستہ کیں۔ جو عربی، اردو اور انگلش زبانوں میں آج بھی موجود ہیں۔ ان کی کتابوں کا کئی دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کی عربی زبان میں تصانیف نے عرب دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ انہوں نے ملکی اخبار و جرائد میں اپنی صحافت کے شاندار نقوش ثبت کئے علامہ مرحوم کی شہادت پر ملک کے ادیبوں صحافیوں اور مصنفوں نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اخبارات میں جلی سرخیوں سے خبریں شائع کیں

بعض اخبارات نے ایڈیشن نکالے۔ ملک کے نامور صحافیوں کے ساتھ ساتھ ملک کے نامور اہل قلم اور معروف صحافی جناب میاں محمد شفیع (م ش) نے بھی بہترین انداز میں خراج تحسین پیش کیا

جمعیت اہلحدیث کیلئے تحریکی جدوجہد

علامہ مرحوم جمعیت اہلحدیث کی زبان، دل اور دماغ تھے۔ وہ قلم کے دھنی اور بازو کے شمشیرزن تھے۔ انہوں نے جب جمعیت اہلحدیث کے بحر موجزن میں مکمل سکوت اور بے حسی دیکھی تو ان کی رگ حمیت نے جوش مارا۔ مرحوم جمعیت اور مسلک اہلحدیث کی رگوں میں خون دوڑانے اور نیم بسمل تڑپنے والی لاش میں روح پھونکنے کیلئے دیوانہ وار کمربستہ ہو گئے۔ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی تحریک، نظریہ اور مشن کی ترویج و اشاعت اور اس کا پرچار پھولوں کی سیج نہیں ہوتی۔ بڑا جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے۔ اپنے اور بیگانوں کی مخالفتوں کے پہاڑوں سے ٹکرانا پڑتا ہے۔ محنت و مشقت، ایثار و خلوص، جہد مسلسل اور سعی پیہم کی سنگلاخ وادیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسکے باوجود علامہ مرحوم نے فیصلہ کر لیا کہ ہرچہ باداباد، کشتی در دریا انداختیم۔ یہ عظیم جذبہ اگرچہ کافی عرصہ پہلے ان کے سینے میں موجزن تھا۔ لیکن جمعیت کے اکابرین کی قانونی موشگافیوں کی بندھنیں اور رکاوٹیں سد راہ تھیں۔ لیکن بالآخر حقیقی جذبہ غالب آ ہی گیا۔

مجھے ان کا دیرینہ رفیق کار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مرحوم مجھ سے بہت لگاؤ رکھتے تھے کیونکہ ہماری فکر اور سوچ ایک ہی تھی۔ ہماری بنیادی فکر اور سوچ یہ تھی کہ اہلحدیث ایک تحریک موج اور جوش ہے جس کو ختم نہیں ہونا چاہئے۔ اسکی طغیانی، تموج اور حرکت میں برکت ہونی چاہئے۔ مسلمان قوم کو، خوددار، پروقار اور سپرپاور بن کر صفحۂ ہستی پر زندہ رہنا چاہئے۔ مسلمان نور ایمانی سے منور اور اتفاق و اتحاد کے شجر سے پیوستہ ہونا چاہئے کیونکہ بقول علامہ اقبال مرحوم نے

ع پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

مسلک اہلحدیث کے سلسلے میں غالباً ۱۹۷۱ء کی بات ہے کہ میں نے علامہ مرحوم کے بھرپور تعاون سے لاہور شہر میں مسلکی سوچ و فکر کے سلسلہ میں کام کیا۔ نوجوانوں کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا اور شبان اسلام اور شبان اہلحدیث انجمنوں کے نام سے نوجوانوں

کو یکجا کر کے مسلکی نوجوان شیدائیوں کو علامہ مرحوم کی سرپرستی میں فکری و تحریکی جذبہ سے سرشار کر دیا۔ اس موقع پر علامہ مرحوم کی بھرپور سرپرستی سے لاہور شہر میں بہت تحریکی کام ہوا۔

علامہ مرحوم جمعیت اور مسلک کی حالت زار دیکھ کر ابتدائی رکاوٹوں اور بندھنوں کی زنجیریں توڑ کر، جمود کے پردے چاک کر کے اور اختلافات کے قلعے مسمار کر کے تحریک کا علم لیکر میدان عمل میں اترے اور ندا دی کہ مسلک اہلحدیث کے متوالو! شیدائیو! اٹھو۔

اب کے اس طور چلو جذبہ بیدار کے ساتھ
رستے کانپ اٹھیں گرمی رفتار کے ساتھ

علامہ مرحوم مستقل مزاجی، بلند حوصلگی، انتھک کوشش، غیر معمولی ذہانت، محنت لگن اور جذبہ سے سرشار ہو کر کاروان جمعیت کو لیکر منزل مقصود کی طرف گامزن ہوئے کامیابی نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ جمعیت ملک میں ایک قوت بن کر ابھری، ملکی سیاست میں ایک فعال اور موثر طاقت بن کر چمکی اور ملکی و ملی فضاؤں میں تہلکہ مچا دیا۔ جمعیت کی تحریک اور فعالیت میں علامہ مرحوم نے اہم کردار ادا کیا۔ مرحوم نے اپنی دعوت کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے جلسوں اور پروگراموں کا جال بچھا دیا۔ اور ملک میں طوفانی دورے کئے۔ اپنی دعوت کا دائرہ وسیع کر کے پاکستان کی سرزمین سے نکل کر چین، جاپان، عراق، شام، سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک کی فضاؤں میں اور افریقہ کے صحراؤں میں توحید و سنت، اتحاد و اتفاق اور اپنی سوچ و فکر کا ڈنکا بجا دیا۔ اور پکار سنائی کہ مسلمانو! دین اسلام کی سربلندی کیلئے مجاہدانہ وار آگے بڑھو کر!

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

ہر ملک اور ہر مکتب فکر کے لوگوں نے دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ اہل اسلام نے کھلے ہاتھوں استقبال کیا اور مرحوم کے گرویدہ ہو گئے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا بقول مولانا ظفر علیخاں مرحوم سے

مجھے دین و دنیا کی دولت ملی ہے۔
کہ ہے میرے ہاتھوں میں دامان احمدؐ
میری مدح کرتی ہے ساری خدائی
ہؤا ہوں میں جب سے ثنا خوان احمدؐ

طوفانی دورہ اور تنظیمی پروگراموں کے تحت علامہ مرحوم اوکاڑہ شہر میں جلوہ فروز ہوئے مجھے اپنی دیرینہ رفاقت، فکری یکجہتی اور تحریکی ہم آہنگی کی بدولت ہمرکابی کا حکم دیا۔ میں نے سر تسلیم خم کیا۔ اور ہم راہی کا یقین دلایا۔ اوکاڑہ ضلع کے متحرک احباب نے علامہ مرحوم کی تحریک کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے اور تنظیمی امور کو سرخروئی سے ہمکنار کرنے کیلئے ضلعی نظامت علیا کیلئے اپنی نظر انتخاب مجھ پر مرکوز کی۔ لیکن میں نے بعض مجبوریوں کے پیش نظر اس عہدہ کا بار اٹھانے سے معذرت کر لی اور ایک کارکن کی حیثیت سے مسلک کیلئے سرگرم عمل رہنے کی یقین دہانی کرائی۔ اسطرح جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ کی نظامت علیا کی ذمہ داری علامہ مرحوم کے سرگرم کارکن ساتھی حکیم عبدالواحد یزدانی کو سونپ دی گئی اور ضلع اوکاڑہ کا تحریکی کارواں رواں دواں ہوا۔

علم پرور شخصیت

علم ایک ایسا نور ہے جس سے انسان، باضمیر، خودشناس وسیع النظر، روشن خیال، بااخلاق، باکردار، باحیا اور اپنے خالق کا فرماں بردار اور اپنے رسول ؐ کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

العلم نورٌ من اللہ و نوراللہ لایعطی لعاصی

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

ہے علم چوں شمع باید گداخت کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

علامہ مرحوم علم دوست اور اہل علم کے بہت قدردان تھے بخصوصاً دین اسلام کی تعلیم سے آراستہ شخصیات انکی روح رواں تھی۔ علمائے دین کا بہت احترام کرتے۔ بڑی نرمی، شفقت اور ادب سے پیش آتے۔ میں نے دیکھا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل حلیمؒ جو بہت سادہ منش اور منکسر المزاج عالم دین ہیں ان کا مرحوم بہت احترام کیا کرتے۔ علامہ مرحوم نے مولانا صاحب سے العنیہ، کافیہ، شرح تہذیب اور دیگر تفاسیر واحادیث میں استفادہ کیا تھا۔ جب مولانا موصوف علامہ مرحوم کے آبائی محلہ احمد پورہ سیالکوٹ کی جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب تھے۔ اور غالباً یہ ۱۹۵۹ء یا ۱۹۶۰ء کی بات ہے۔

علامہ مرحوم نے علماء کے وقار اور بلندی مرتبت کیلئے دن رات کام کیا۔ ان کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے، فکری اوصاف کو جلا بخشنے اور اپنی خودشناسی کیلئے انتھک محنت کی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان اور خطیب

پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری سابق ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان کو علماء و فضلاء کی تربیت، راہنمائی اور سرپرستی کیلئے منتخب فرمایا۔ مرحوم ان دونوں شخصیات کے بدل و جان گرویدہ تھے۔ نوجوان علماء میں سے مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہیدؒ، مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری اور مولانا محمد مدنی پر خصوصی شفقت اور نظر التفات تھی۔

طلباء کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ طلباء کو سربلند دیکھنا ان کی بہت بڑی آرزو تھی تعمیری کام میں ان کے بہت حامی تھے۔ ۱۹۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم اے کے دوران تعلیم بعض دوستوں کے اصرار پر میں نے پنجاب یونیورسٹی کی یونین کے صدارتی عہدہ کیلئے اپنی آمادگی کا اظہار کیا اور میرے دوستوں نے یہ خبر اخبارات میں لگوادی۔ علامہ مرحوم کی نظروں سے بھی یہ خبر گزری۔ پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن بعد میں جب اسلامی جمعیت طلباء اور ڈاکٹر خالد علوی پروفیسر اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے اصرار پر میں حافظ محمد ادریس کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ تو علامہ مرحوم نے بہت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر آپ دستبردار نہ ہوتے تو پورے الیکشن کا خرچ میں خود برداشت کرتا۔" غالباً اس وقت علامہ مرحوم اخبار "اہلحدیث" کے ایڈیٹر تھے۔

دینی مدارس کی سالانہ کانفرنسوں اور اجتماعات میں شرکت فرماتے تو اپنی جیب سے ہزاروں روپے کی رقم سے مدارس کا تعاون فرماتے۔ ہمارے گاؤں چک ۴۲ جی ڈی براستہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں جامعہ اسلامیہ للبنات کے سالانہ جلسہ تقریب بخاری و تقسیم اسناد کے موقع پر اہل دہ کو شرف زیارت سے نوازا۔ پہلے تو مجھے فرمانے لگے کہ بھئی! قریہ قریہ اور بستی بستی جانا میرے لئے ممکن نہیں لیکن آپ کو اور محترم مولانا محمد اسماعیل حلیم کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ وعدہ فرمایا اور تشریف لے گئے۔ پروفیسر عبدالجبار صاحب علامہ صاحبؒ کو لینے کیلئے لاہور آئے تھے۔ مرحوم گاؤں میں ایک عظیم اجتماع دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ علامہ مرحوم نے جامعہ اسلامیہ للبنات چک نمبر ۴۲ جی ڈی کی ۱۵ فارغ التحصیل طالبات کو سندات فراغت اپنے دست مبارک سے تقسیم فرمائیں۔ انجمن جامعہ اسلامیہ للبنات کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوئے اور اپنی ذاتی جیب سے ہر سال دو ہزار روپے جامعہ اسلامیہ للبنات چک نمبر ۴۲ جی ڈی کو دینے کا وعدہ فرمایا۔ اسکے بعد علامہ مرحوم دو سال بقید حیات رہے اور ہر سال رمضان المبارک میں اپنا وعدہ پورا فرماتے رہے۔ اللہ

باقی ص ۱۶۹ پر